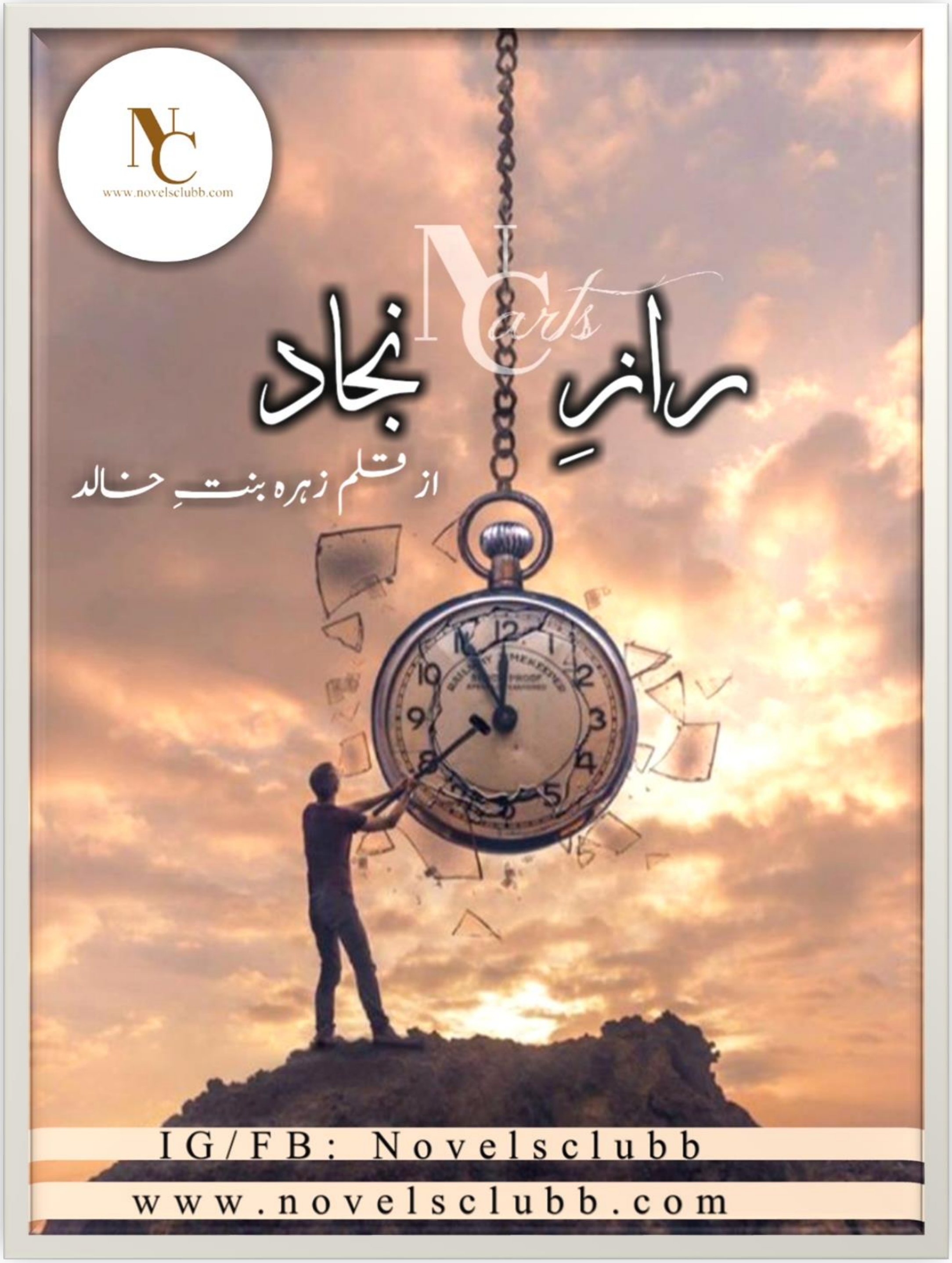
www.novelsclubb.com
رازِ نجاد
از قلم زہرہ بنتِ خالد
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

# رازِ نجاد

## از قلم

## زہرہ بنتِ خالد

www.novelsclubb.com

# “Real eyes,realize,real lies”

شہر لاہور میں ایک نئی صبح کا آغاز ہوا تھا۔ لیکن یہ صبح ہر صبح سے جدا تھی۔ کچھ منفرد تھی۔ کیا شہر لاہور کے مکینوں کو معلوم تھا کہ مصفرہ مغل کی زندگی اس منفرد سی صبح میں پلٹنے والی ہے؟ بلکہ نہیں! کیا مصفرہ مغل کو معلوم تھا کہ اس کی زندگی اس منفرد صبح میں پلٹنے والی ہے؟؟

زویا قریشی کی گمشدگی کے تین ماہ آج پورے ہو چکے تھے اور مصفرہ کے ہاتھ میں یہ کیس آئے بھی دو ہفتے آج مکمل ہوئے تھے۔ آج وہ جب اٹھی تو کچھ عجیب اور بوجھل سی تھی۔ بستر پر لیٹے لیٹے ہی موبائل اٹھایا اور ای میلز چیک کرنے لگی۔ پھر کچھ لمحے سکرولنگ کرنے لگی اور ابھی کچھ ہی لمحے گزرے تھے کہ اسے ایک میسج موصول ہوا۔ وہ اگنور کر دیتی اگر سکرین پر لکھا ہوا "وئیر ڈو" نہ پڑھ لیتی۔ اس نے فوراً میسج کھولا تھا۔ اس میں کچھ نہیں تھا سوائے دو جملوں کے۔

"کبھی کبھی ہم چیزوں میں اتنا اندر تک دھنس جاتے ہیں کہ ہم ان کی بیرونی سطح کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ہم باریکی ڈھونڈھنے کی تگ و دو میں چیزوں کی موٹائی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔"

مصفرہ کو لمحے لگے تھے سمجھنے میں اور وہ جھٹ سے بستر پر اٹھ بیٹھی تھی۔ وہ بستر سے نکلی تھی اور فوراً واشروم میں فریش ہونے کے لیے بھاگی تھی۔ بغیر کپڑے تبدیل کئے اپنے ڈیٹیکٹو کمرے میں آئی تھی۔ اور دروازہ اپنے پیچھے بند کرتی وہ وہیں کھڑے ہو کر اپنا ڈیٹیکٹو بورڈ دیکھنے لگی تھی۔ اسے کم از کم اس کیس کو باریکی سے نہیں دیکھنا تھا۔ یہ 'ٹین ایجرز' کا کیس تھا۔ اس میں 'ٹین ایجرز' انوالو تھے۔ اور 'ٹین ایجرز' کی عمر ایسی ہوتی ہے کہ وہ باریکیوں کو نہیں سوچتے وہ بس موٹائی کو چھپاتے ہیں۔ اسے کیس کی موٹائی دیکھنی تھی۔ وہ اتنے دنوں سے غلط طریقے سے مسلئہ حل کر رہی تھی۔ اس کو تختہ پلٹ کر خود کو ان کی جگہ پر رکھ کر کیس حل کرنا تھا۔ جب ساری چیز کی سمجھ آئی تو وہ نقطے سے نقطہ ملانے لگی اور ساری حقیقت سامنے آ گئی۔ سوائے ایک دو باتوں کے۔ وہ سب سمجھ گئی تھی۔ وہ اپنا موبائل پکڑتی کسی کو

کال ملا کر ضروری ہدایات دینے لگی اور خود ساتھ ساتھ اپنے کمرے کی جانب تقریباً بھاگی تھی۔اب مزید دیر نہیں کرنی تھی۔وہ بات ختم کرتی اپنے کپڑے نکالتی واشروم میں گھسی تھی۔کچھ دیر بعد وہ فریش سی سیاہ کار گو پینٹ کے ساتھ سیاہ ٹاپ پہنے ہوئی تھی۔بالوں کو سکھا کر اس نے ہائی ٹیل میں باندھا تھا اور بلیک شوز پہنتی وہ شوز کے اندرونی حصے میں گن چھپا گئی تھی۔کمرے سے نکل کر کچن میں آتی کچھ ہلکا پھلکا کھا کر وہ باہر جانے کے ارادے سے نکل گئی تھی۔

============

وہ ناشتہ کر رہا تھا جس وقت اسے ایک کال موصول ہوئی تھی۔وہ نمبر دیکھ کر ناشتے سے ہاتھ روکتا حماس کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتا کال اٹھا گیا تھا۔دوسری جانب سے اسے جو کہا گیا تھا وہ فقط سر ہی ہلا سکا تھا۔۔فون بند کرتا وہ ناشتہ کرتے ہوئے اب کی بار کچھ سوچ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟"

حماس نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔حماس آج معمول سے ہٹ کر بلیو ڈریس شرٹ کے ساتھ نیوی بلیو ڈریس پینٹ پہنے ہوئے تھا۔وہ آج اپنے آفس جا رہا تھا، جو کہ مہینے میں ایک بار ہی شاید ہوتا تھا۔اس کا کام زیادہ تر باہر ہی ہوتا تھا۔

"کسی کیس کے مکمل ہونے کا۔۔۔اور کسی کیس کے شروع ہونے کا وقت آچکا ہے۔"

برہان کی بات اس کے سر کے اوپر سے گزری تھی۔

"خیر امید ہے کسی کی موت نہیں آئی ہو گی۔باقی میں نکل رہا ہوں۔خیال رکھنا اپنا۔"

حماس کہتا ہوا اپنی ٹائی درست کرتا نکل گیا تھا۔برہان نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔پھر کچھ سوچ کر اس نے موبائل اٹھایا اور کسی کو میسج کیا۔گہری سوچ میں مبتلا وہ خود بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔آج کا پورا دن ہسپتال میں کشمکش میں گزرنے والا تھا۔

تو کیا ہوا جو آپ کے شمار میں نہیں رہا
میں مختلف سا شخص تھا، ہزار میں نہیں رہا

فقط یہ آپ کا گلہ نہیں ہے میرے محترم!

ہمارے ساتھ جو رہا، قرار میں نہیں رہا

============

ہواؤں کا زور اپنے عروج پر تھا۔وہ آج چاہتی تو اپنے ساتھ کچھ ساتھیوں کو لے آتی لیکن وہ ہمیشہ تنہا کام کرنا پسند کرتی تھی۔وہ ایک ریستوران کے باہر پارکنگ میں کھڑی تھی۔یہ غیر معروف ریسٹورنٹ تھا لیکن مصفرہ نے احتیاط سے اس جگہ گاڑی کھڑی کی تھی جہاں کیمرہ کی پہنچ سب سے کم ہو۔وہ سر پر کیپ پہنے ہوئی تھی اور منہ پر ماسک چڑھایا ہوا تھا۔اس طرح اس کے منہ کا آدھے سے زیادہ حصہ چھپ چکا تھا۔کچھ دیر بعد ایک لڑکا اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ باہر نکلا تھا اور ہنستے مسکراتے ہوئے وہ ایک دوسرے کو الوداع کرتے اب اپنی اپنی گاڑیوں کی جانب جا رہے تھے۔مصفرہ اور موسی کی گاڑی ساتھ ساتھ پارک تھی اور موسی جب اپنی ڈریوانگ سیٹ کے پاس پہنچا تو مصفرہ نے پاؤں کی کک سے دروازہ بند کر دیا۔

"مس یہ کیا حرکت ہے؟"

مصفرہ نے اس کی آواز پر اپنی بھوری آنکھیں اٹھائی تھیں جو کیپ کی وجہ سے بمشکل نظر آرہی تھی۔

"تمہارے پاس دو آپشن ہیں۔یا عزت سے خود میری گاڑی میں بیٹھ جاؤ یا مجھے میرے طریقے سے بٹھانا پڑے گا۔"

مصفرہ کی بات پر موسی (زویا کا فیانسی) ہنسا تھا۔

"ایک چھٹانک برابر لڑکی مجھے دھمکی دے رہی ہے۔"

اس کے طنز پر موسی نے دانت پیسے تھے۔

"مسٹر موسیٰ میرا صبر آزمانے سے بہتر ہے اپنے آپشنز پر غور کرو۔"

مصفرہ کی بات پر وہ مزے سے اپنی گاڑی کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہوا تو وہ اب آمنے سامنے تھے۔جیسے کوئی دو شناسائی اتفاقاً مل گئے ہوں۔

"اور اگر میں ایسا نہ کروں تو؟"

موسیٰ کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"یہ آپشنز میں نہیں آتا۔"

"جلدی چوز کرو کیونکہ میں وقت کا ضیاع کرنے والوں کو پسند نہیں کرتی تو تمہاری موت کی وجوہات میں ایک واضح وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔"

مصفرہ کا لہجہ اب کی بار حد درجے سرد تھا اور اس نے بات کے آخر میں اپنی سیاہ جیکٹ کو زرا ایک طرف کر کے اسے پسٹل دکھائی تھی۔ پھر اس پر ہاتھ رکھ کر اسے نکالا تھا اور لوڈ کیا تھا۔

دو قدم آگے چلتی وہ عین اس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی اور پسٹل کی نوک اس کے پیٹ کے نازک حصے پر ٹکائی تھی۔۔ موسیٰ کا سانس اسی پل سوکھ چکا تھا۔ وہ اس کے پسٹل پکڑنے کے انداز سے جان ہی چکا تھا کہ اس کا پالا کسی اناڑی سے نہیں پڑا اور وہ جلدی جلدی سر ہلاتا مان گیا تھا۔

"گڈ بوائے۔"

وہ طنز سے کہتی اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کرتی خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گئی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے اپارٹمنٹ کے سامنے گاڑی روک چکی تھی۔

اس کا اپارٹمنٹ ویسے بھی ایسے علاقے میں تھا جہاں آبادی اور ٹریفک بھی کم ہوا کرتی تھی۔ ارد گرد کم و بیش دکانیں اور مکان تھے جو اپارٹمنٹ سے کافی فاصلے پر تھے۔ وہ گاڑی سے نکلنے سے پہلے اس کے ہاتھوں پر ہتھکڑیاں لگا چکی تھی۔ اس کے منہ میں ایک بڑا سا رومال بھی گھسا دیا تھا اور دوسری جانب سے نکلتی آنکھوں پر گاگلز چڑھاتی وہ اب فرنٹ سیٹ سے موسیٰ کو تقریباً کھینچتے ہوئے نکال رہی تھی۔ موسیٰ بھی کٹی پتنگ کی طرح اس کے پیچھے تھا۔ وہ سب سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا اور پسٹل لوڈڈ دیکھ کر وہ ڈر گیا تھا۔ پھر مصفرہ کا انداز بھی کچھ ایسا تھا کہ اس کا خوفزدہ ہونا بنتا تھا۔ مصفرہ اسے سیدھا بیسمنٹ میں لائی تھی۔ وہاں اس کے ڈیٹیکٹو کمرے کے ساتھ ایک کمرہ موجود تھا۔ اس نے کھینچ کر اسے ایک کرسی پر بٹھایا تھا۔ اور ایک زور دار تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے رومال نکالا تھا۔

"تم ہو کون اور یہ سب کیوں کر رہی ہو؟"

وہ حیرت اور تعجب سے پوچھ رہا تھا۔ مصفرہ نے ماسک اور کیپ اتاری تھی اور گاگلز تو وہ حال وے میں اتار چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"جو تم کر چکے ہو۔۔۔میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے قتل بھی کر سکتی ہوں۔"

مصفرہ نے زبردستی اس کا منہ پکڑا تھا اور لفظ چبا چبا کر بولی تھی۔موسیٰ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔مصفرہ نے کرسی کے ساتھ اس کے ہاتھ پاؤں باندھے تھے۔اس نے خود کو چھڑوانے کی بہت کوشش کی تھی لیکن ناکام رہا۔اس سارے وقت میں مصفرہ ایک بات تو جان چکی تھی کہ موسیٰ نہایت ہی ڈرپوک اور بزدل قسم کا انسان ہے جو صرف مضبوط ہونے کا دکھاوا کرتا ہے۔

"زویا کدھر ہے؟"

مصفرہ نے تحمل سے پوچھا تھا۔

"کون زویا؟"

وہ نہایت اعتماد سے جھوٹ بول گیا تھا۔

"زویا کدھر ہے موسیٰ؟"

اب کی بار وہ کچھ چیخی تھی۔

"میں کسی زویا کا نہیں جانتا۔"

www.novelsclubb.com

وہ لاپرواہی سے جھوٹ بول رہا تھا۔ مصفرہ نے گہری سانس بھر کر کمرے کے چکر لگاتے ہوئے اپنے غصے کو قابو میں کیا تھا۔ سخت زہر لگتے ہیں اسے وہ لوگ جو جھوٹ بولتے ہیں۔

"تم اس کے منگیتر تھے۔"

مصفرہ نے اسے یاد کروایا تھا۔

"زویا کدھر ہے؟"

اس بار مصفرہ نے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا تھا۔

"میں نہیں جانتا وہ کدھر ہے۔ بھاگ گئی ہوگی اپنے کسی یار کے ساتھ۔"

اس کی بات پر مصفرہ کا ہاتھ اٹھا تھا اور اس کے گال پر گہرے نشان چھوڑ گیا تھا۔

موسیٰ کو آج اندازہ ہوا کہ کسی لڑکی کا ہاتھ اتنا بھاری بھی ہو سکتا تھا۔

"میں چاہتی تھی تم عزت سے خود ہی سب اگل دو لیکن نہیں تمہیں تو شوق ہے موت کو گلے لگانے کا۔"

مصفرہ کہتے ہوئے کمرے سے نکلی تھی اور ایک چاقو کے ساتھ واپس آئی تھی۔اس کے دوسرے ہاتھ میں کوئی ڈبی تھی۔ایک پاکٹ سائز چاقو کسی کا کیا ہی بگاڑ لے گا۔ موسیٰ یہ سوچ کر ہنس دیا۔ وہ اس کے نزدیک آئی تھی اور اس کے بازو پر ہلکا سا چاقو رکھتی کہنے لگی۔

"Choose between 1 and 2.”

مصفرہ کی بات پر وہ تعجب سے اسے دیکھنے لگا تھا کہ کیا وہ کوئی گیم کھیل رہے ہیں؟

مصفرہ کی سرد نگاہوں نے جب اسے گھورا تو وہ ہکلا کر دوسرا آپشن چوز کر گیا۔

مصفرہ نے کندھے اچکائے۔

"جیسے تمہاری مرضی۔"

www.novelsclubb.com

اور اسی چاقو سے اس نے موسیٰ کی دائیں ٹانگ پر چاقو پھیر دیا جس سے اس کی پینٹ اس جگہ سے پھٹ گئی۔وہ چیخ ہی سکا تھا۔

اس کے بعد مصفرہ نے چاقو کی ٹھنڈی نوک اس کی ظاہر ہوئے ماس پر رکھی تھی اور ایک ہی جگہ دباؤ ڈالا تھا۔موسیٰ کی چیخ کمرے میں گونجی تھی۔

"بتاؤ اب زویا کدھر ہے؟"

مصفرہ کی بات پر وہ درد سے کراہا تھا لیکن بولا کچھ نہیں۔ مصفرہ نے چاقو اس کی پوری تھائی پر پھیر دیا تھا۔ موسیٰ کی چیخ کمرے میں پھر گونجی تھی اور وہ درد سے کراہا تھا۔

"میں نہیں جانتا۔ میں سچ میں نہیں جانتا۔ وہ۔۔۔وہ۔۔۔وہ۔ مشک اور۔۔۔۔۔ رمشہ جانتی ہیں۔"

موسیٰ کہتے ہوئے نڈھال ہو گیا تھا اور کرسی پر بے جان سا گر پڑا تھا۔۔ مصفرہ نے افسوس سے اسے دیکھا تھا اور ایک نظر اس کی تھائی کو۔۔۔ جہاں سے آہستہ آہستہ خون ابل رہا تھا۔

وہ اسے کمرے میں بند کرتی باہر نکل گئی تھی۔ کچھ دیر بعد جب وہ لوٹی تو اس کے ساتھ وہ دونوں تھیں۔ مشک اور رمشہ۔

اس نے دونوں کو زمین پر لا پٹکا تھا۔ اور وہ بھی ایک طرف گری تھیں۔ ان کے ہاتھ بھی ہتھکڑیوں سے بندھے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"اب جب کے سب اکٹھے ہو چکے ہیں تو عزت سے اپنا اپنا رول بتاؤ۔"

مصفرہ کی بات پر مشک اور رمشہ نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا اور جب کمرے میں کراہنے کی آواز سنائی دی تو دونوں نے پلٹ کر دیکھا جہاں موسیٰ کی حالت دیکھ کر ان کی آنکھیں باہر آئی تھیں۔ وہ دونوں شاک سے چیخی تھیں۔ کیونکہ موسیٰ کی ٹانگ سے نکلنے والا خون اس کی پوری پینٹ بھگو چکا تھا اور کرسی سے قطرہ قطرہ نیچے گر رہا تھا۔ جیسے وہ آہستہ آہستہ مر رہا ہو۔

"زویا کدھر ہے؟"

مصفرہ کا سوال کمرے میں گونجا تو وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

"دیکھیں ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ ہم تو زویا کے اچھے دوست۔۔۔۔"

مشک کی بات منہ میں ہی رہ گئی تھی کیونکہ مصفرہ نے اس کے بالوں کو جھٹکا تھا۔

"تم لوگ کیوں نہیں مان جاتے عزت سے۔ لگتا ہے تم لوگوں کو اپنا پارٹنر عزیز نہیں ہے۔"

مصفرہ نے غصے سے کہتے ہوئے موسیٰ کی جانب قدم بڑھائے تھے۔اور دوبارہ سے اپنا چاقو نکالتی اس کے سامنے آئی تھی۔اس کے ہاتھ میں چاقو دیکھ کر موسیٰ کی دبی دبی چیخیں نکلی تھیں۔وہ پہلے سے بنے زخم کو مزید گہرا کرتے ہوئے چاقو کو گہرائی میں چلاگئی تھی۔موسیٰ کی چیخیں سنتیں مشک اور رمشہ سہم گئی تھیں۔اس کے پاس کے اندر تک وہ چاقو دھنسا تھا۔

"کہاں ہے زویا؟؟"

مصفرہ نے دوبارہ استفسار کیا تھا۔جواب ندارد پاکر وہ پہلے سے لائی ایک ڈبی کو کھولنے لگی تھی۔کمرے میں صرف موسیٰ کی دبی دبی چیخیں تھیں۔مصفرہ نے نمک کی اس ڈبی میں سے نمک نکالا تھا اور موسی کے تازہ بنے زخم میں وہ نمک مٹھی بڑھ کر ڈالا تھا۔موسیٰ کی چیخیں پورے کمرے میں گونجی تھیں۔درد کی شدت سے وہ نڈھال ہو گیا تھا۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"تم لوگ دو منٹ کے اندر نہ بولے تو میں اس کا یہ زخم سی دوں گی اور واللہ تم لوگ بھی جانتے ہو میں یہ کام کتنے شوق سے کروں گی۔"

مصفرہ کا سرد اور خشک لہجہ سنتی وہ دونوں لڑکیاں ایک دوسرے کو دیکھنے لگی تھیں۔
مشک نے ایک نظر موسیٰ کو دیکھا تھا جو انہیں بولنے کی التجا کر رہا تھا لیکن درد کی شدت سے اس کے گلے سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔

"میں۔۔۔میں بتاتی ہوں۔"

مشک نے سہمی سے آواز میں کہا تھا۔

=========

وہ کچھ دیر بعد لاہور سے تھوڑا سا آگے نکل آئے تھے۔چاہے اس علاقے کا شمار لاہور میں ہوتا تھا لیکن لاہوریوں نے کبھی اس علاقے کو لاہور کا حصہ ماننا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔

وہ ایک سنسار سڑک پر گاڑی روک چکی تھی۔آرئیاں کے اس علاقے میں آبادی کہیں کہیں ہی موجود تھی۔اس جگہ زیادہ تر یونیورسٹیاں پائی جاتی تھیں اور اب چونکہ اندھیرا ہونے والا تھا تو یہ حصہ سنسان ہی تھا۔اکادکا بچے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔وہ گاڑی کو ایک طرف روکے اب اپنی کچھ ٹیم کے ساتھ تھی۔ تین

مزید بھروسے مند لوگ۔۔۔چاہے وہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتی تھی لیکن ایسے شعبے میں آپ کو تعلقات بہتر رکھنے ہی ہوتے ہیں۔وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی تھی جبکہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی فنزا اسے رستہ سمجھانے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔ پیچھے دو لڑکے تھے، جن میں سے ایک لیپ ٹاپ پر ساتھ ہی ساتھ کچھ دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک مزید لڑکا تھا جو فرسٹ ایڈ باکس کے ساتھ ساتھ اپنی گن بھی لوڈ کر رہا تھا۔

وہ چاروں ایک ساتھ گاڑی سے باہر نکلے تھے اور چوکنا انداز میں ایک فارم ہاؤس کے اندر بڑھے تھے۔وہ ایک کھنڈر سا فارم ہاؤس تھا جہاں گرد اور اندھیرے کے علاوہ کسی ذی روح کا نام و نشان موجود نہیں تھا۔

"علی اوپر دیکھو۔فنزا پچھلی طرف دیکھو، سبحان تم اس فلور پر دیکھو اور میں بیسمنٹ کی طرف جا رہی ہوں۔"

مصفرہ ان کو گائڈ کرتی نیچے جانے والی سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھی۔اندر داخل ہونے کی دیر تھی کہ اس کے نتھنوں سے دوائیوں کی بو ٹکرائی تھی۔مصفرہ نے


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ناک چڑھایا تھا۔وہ جیسے کسی ہسپتال میں موجود تھی۔اس کھنڈال پڑی بیسمنٹ میں چلتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ میں ٹارچ پکڑی ہوئی تھی اور دوسرے ہاتھ میں پسٹل تھی۔وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتی آگے بڑھ رہی تھی۔کچھ کمرے اسے نظر آئے تو وہ باری باری سب کمرے دیکھنے لگی۔آخری کمرے کے سامنے جب وہ رکی تو وہ لاکڈ ملا۔مصفرہ نے اپنے بالوں میں سے پن نکالی اور لاک میں گھسانے لگی۔ ہائی ٹیل سے نکلی کچھ آوارہ لٹیں جو اس پن کی سربراہی میں قید تھی۔وہ بکھر کر سامنے آگئی تھیں۔۔

اس نے ٹارچ کو دانتوں میں دباتے ہوئے اس ہاتھ سے پن کو کھولا تھا اور لاک کے اندر گھسایا تھا۔کچھ دیر کی مشقت کے بعد لاک کھل چکا تھا۔وہ فوراً سے چوکنا ہوتی اس پسٹل کو دونوں ہاتھوں میں دباتی دروازہ کھول گئی تھی۔لیکن سامنے نظر آنے والے منظر پر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں اور صدمے کے مارے وہ بس اس کا نام ہی لے پائی تھی۔

"زویا!"

اس کے بولنے کی وجہ سے ٹارچ اس کے منہ سے نکل کر زمین بوس ہوئی تھی لیکن اس کی مدھم مدھم روشنی کمرے کو روشن کررہی تھی۔اس کی آواز سنتے باقی تینوں بھی بیسمنٹ کی طرف بھاگے تھے۔مصفرہ لائٹ جلانے کے بٹن ڈھونڈرہی تھی۔ جو کہ اسے نہ ملے تھے،وہ جھک کر ٹارچ پکڑتی اس کے پاس نیچے زمین پر آبیٹھی تھی جو قریباً بے ہوش تھی۔مصفرہ کبھی بھی اسے پہچان نہ پاتی اگر وہ اسکی ہر اینگل میں تصاویر دیکھ نہ چکی تھی۔وہ زمین پر یوں لیٹی تھی جیسے مردہ ہو۔لیکن مصفرہ نے جب اس کی نبضیں ٹٹولیں تو انہیں مدھم سروں میں چلتے پایا۔اتنے میں باقی تینوں بھی کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

"سبحان!فرسٹ ایڈ باکس لاؤ۔علی ایمبولینس کو بلاؤ۔"

دونوں لڑکے باہر کی جانب بھاگے تھے کیونکہ نیچے سگنل بھی موجود نہ تھے۔فزا زویا کو ہوش دلانے کی کوشش کرنے لگی تھی جبکہ مصفرہ اب پورے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔کمرے میں ایک بیڈ بھی موجود تھا لیکن وہ زمین پر کیوں تھی؟

بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر کچھ دوائیاں تھیں اور انجیکشن تھے۔اس نے دوائی کا نام پڑھا تھا۔

"Desipramine"

وہ ایک اینٹی ڈیپریسنٹ ڈرگ تھی۔لیکن جس تعداد میں وہ وہاں موجود تھی مصفرہ کا دماغ ٹھٹھکا تھا۔اس نے سب چیزوں کے سیمپل اکٹھے کیے تھے اور کچھ تصاویر لی تھیں۔اس کے علاوہ کمرے میں ایک اٹیچ واشروم تھا۔جہاں کچھ بھی خاص موجود نہیں تھا۔کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔زویا کا ہوش میں آنا ممکن نہیں لگ رہا تھا۔ اسے ایمبولنس میں لٹاتے ہوئے مصفرہ اور علی ساتھ تھے۔باقی دونوں وہاں کی پوری چھان بین کرنے والے تھے۔جانے سے پہلے مصفرہ کہنا نہیں بھولی تھی۔

"پتا کرو یہ فارم ہاؤس کس کے نام ہے اور شام تک وہ شخص ہمارے پاس ہو۔"

سبحان اور فضا نے سر ہلا دیا تھا۔وہ کسی پرائیویٹ ہاسپٹل کی جانب بڑھے تھے جہاں کم سے کم لوگ ہوں کیونکہ یہ سیدھا سیدھا پولیس کیس بن رہا تھا۔وہ پولیس کیس نہیں بنوانا چاہتے تھے کیونکہ زویا قریشی کا کیس پولیس بند کر چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

ہاسپٹل پہنچ کر زویا کو داخل کروایا تھا اور علی نے باقی کے معاملات دیکھے تھے۔

مصفرہ سیدھا ہاسپٹل کے فارماسسٹ (دوائیوں کے ڈاکٹر) کے پاس آئی تھی۔اس نے وہ دوائی اسے دکھائی تھی۔

"یہ اینٹی ڈیپریسنٹ ڈرگ ہے۔جو ڈپریشن کے مریضوں کو دی جاتی ہے یا پھر ڈپریشن کی طرف جاتے ہوئے مریضوں کو۔"

مصفرہ نے سر ہلایا تھا۔وہ پہلے ہی اسے اپنا پرائیویٹ ڈیٹیکٹو کارڈ دکھا چکی تھی اس لیے اس کے خاموش رہنے کا کوئی ڈر نہیں تھا۔

"اگر اس کا ضرورت سے زیادہ استعمال کیا جائے تو کیا ہوتا ہے؟"

مصفرہ کے اگلے سوال پر وہ غور سے ڈبی کو دیکھنے لگا تھا۔جیسے یاد کر رہا ہو۔

"ہر دوائی کا کوئی نہ کوئی سائیڈ ایفیکٹ ضرور ہوتا ہے۔یہ منحصر کرتا ہے کہ پیشنٹ کو کس ڈوز میں دیا جا رہا ہے۔اس والی کے زیادہ استعمال سے بہت سے مسائل ہوتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

غنودگی طاری رہنا کیونکہ ذہنی سکون کے لیے دی جاتی ہے تو ضرورت سے زیادہ دیں گے تو ہر وقت بے ہوشی کی حالت میں رہنا بھی ہو سکتا ہے۔

اس کا زیادہ استعمال آواز پر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔ شروع شروع میں آواز بیٹھنا شروع ہو گی اور اگر اسے کی ڈوز کو کم نہ کیا گیا تو مکمل طور بھی آواز جا سکتی ہے۔

اس کے علاؤہ۔۔۔ میرے خیال سے اگر زیادہ دی جائے گی تو دماغی پور پر انسان ٹھیک ہونے کی بجائے باتیں بھلانے لگے گا اور ذہنی مریض بنتا جائے گا۔

باقی جو آپ تصویر میں انجیکشن وغیرہ دکھا رہی ہیں وہ بھی یہی کام کر رہے ہیں۔

مطلب ان سب کو ملا کر مشترکہ طور پر مجھے یہی صورتیں نظر آ رہی ہیں۔"

مصفرہ نے سر ہلا دیا تھا۔اسے جیسے چپ لگ گئی تھی۔ کوئی اپنی ہی دوست کے ساتھ ایسے کیسے کر سکتا ہے یار۔ وہ شکر ادا کر رہی تھی کہ اس کا کوئی دوست نہیں ہے۔

دوستیاں کیا ایسی ہوتی ہیں ؟؟؟ اسے اچانک کچھ یاد آیا تھا وہ سر جھٹکتی حال کی کرسیوں پر بیٹھتی موبائل نکال گئی تھی۔ وئیر ڈو کا نمبر نکالتی وہ اسے میسج کر گئی تھی۔

"Case is done from my side."

وہ لکھ کر میسج بھیج چکی تھی لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ جب تک وہ ساری کہانی بیان نہیں کر دیتی، ملزمان کو سزا نہیں سنا دیتی وہ چین سے نہیں بیٹھے گی۔اس کے پاس جتنے گمشدگی کے کیس آئے تھے اس میں ملنے والا انسان یا تو مر چکا ہوتا تھا یا ملک چھوڑ کر بھاگا ہوتا تھا۔

وہ سر جھٹک کر اب کمرے کی جانب بڑھی تھی جہاں زویا کو ٹریٹمنٹ دیا گیا تھا۔

"ہم جتنا کر سکتے تھے ہم نے کیا ہے۔اس سے زیادہ اگر ان کی باڈی کے ساتھ کچھ کیا گیا تو یہ سہہ نہیں پائیں گی۔یہ ذہنی اور جسمانی طور پر حد درجہ تک کمزور ہیں۔ مجھے شبہ ہے کہ کچھ ماہ سے انہوں سے ٹھیک سے کھایا بھی نہیں ہے۔اور دوائیوں کا حد سے زیادہ استعمال ان کو ذہنی طور پر مفلوج کر چکا ہے۔"

ڈاکٹر کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ علی خاموشی سے سب سن رہا تھا۔

مصفرہ بستر کی جانب بڑھی تھی جہاں زویا کا نالیوں میں لپٹا وجود بستر پر پڑا تھا۔ وہ بہت زیادہ کمزور دکھ رہی تھی۔ کیا اسے اس کے گھر والوں کو بتانا چاہیے؟؟ وہ سر

جھٹک گئی۔ جو کیس حل کروا رہا ہے شخص شاید وہی اس کے گھر والوں میں سے ہو۔

اس نے زویا کے بالوں پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ جو دوائیاں اسے دی جا رہی تھیں، اس کے اثر کی بدولت یہ اپنی آواز گنوا چکی ہو گی یا نہیں؟"

ڈاکٹر نے اس کی بات پر سر ہلایا تھا۔

"میرے خیال سے یہ اپنی آواز کے ساتھ ساتھ اپنی نظر بھی کچھ حد تک گنوا چکی ہوں گی۔ لیکن کچھ کہا نہیں جا سکتا جب تک پیشنٹ کو مکمل ہوش نہیں آ جاتا۔"

ڈاکٹر کی بات پر اس نے سر ہلایا تھا اور پھر ڈاکٹر کی جانب مڑتی کہنے لگی۔

"اور کب تک ہوش آنے کے چانسز ہیں؟"

"یہ بھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پیشنٹ جسمانی اور ذہنی طور پر بہت کمزور ہو چکی ہے کہ ہمیں کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے تین سے چار بار سوچنا پڑ رہا ہے۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ ڈاکٹر کی بات پر سر ہلا گئی تھی۔ڈاکٹر اور اس کے ساتھ موجود باقی کے لوگ بھی باہر نکل گئے تھے۔ایک نرس تھی جو زویا کی ڈرپ کو دیکھنے لگی تھی۔ علی مصفرہ کی جانب بڑھا تھا۔اس سے کچھ قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا تھا۔

"اب کیا کرنا چاہیے؟"

علی کی بات پر وہ گردن گھما کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تم ادھر کسی اور کو بھیجو جو قابل بھروسہ ہو تمہارے نزدیک اور میرے ساتھ چلو ہماری جگہ پر جہاں ان تین نمونوں کو شفٹ کیا گیا ہے۔"

مصفرہ کہتی ہوئی ایک نظر زویا پر ڈالتی وہاں سے نکل گئی تھی اور علی بھی اس کے پیچھے ہی نکلا تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ زویا سروایو کر پائے گی؟"

"اس نے مرنا ہوتا تو اب تک مر چکی ہوتی۔ جس کے دل میں راز دفن ہوں انہیں موت بھی مشکل سے آتی ہے۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ کا لہجہ سپاٹ اور سنجیدہ تھا۔ وہ سر جھٹک کر گاڑی میں بیٹھی تھی تو علی فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھا تھا۔ پھر وہ گاڑی گھماتی اس جگہ چل دی جو ان کا خفیہ ٹھکانہ تھا۔

ستاروں سے الجھتا جا رہا ہوں
شب فرقت بہت گھبرا رہا ہوں

یقیں یہ ہے حقیقت کھل رہی ہے
گماں یہ ہے کہ دھوکے کھا رہا ہوں

اثر بھی لے رہا ہوں تیری چپ کا
تجھے قائل بھی کرتا جا رہا ہوں

جو الجھی تھی کبھی آدم کے ہاتھوں
وہ گتھی آج تک سلجھا رہا ہوں

==========

رات کی تاریکی چاروں جانب پھیل رہی تھی۔پرندے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔چہچہاہٹ کی آواز ہر جانب تھی۔وہ اور علی گاڑی سے نکلے تھے اور اندر کی جانب بڑھے تھے۔مصفرہ سارے رستے بس یہی سوچتی آئی تھی کہ کوئی دوست کے ساتھ کیسے یہ سب کر سکتا ہے۔پولیس میں غدار موجود تھے اس لیے وہ لوگ یہ کیس سی آئی اے کے ہاتھوں میں دے گئے تھے۔

اندر کی جانب بڑھتے ہوئے انہیں سی آئی اے کے کچھ بندے بھی نظر آئے تھے۔

وہ سر کے خم سے انہیں سلام کرتی اندر داخل ہوئی تھی۔ابھی تک وہ صبح والے کپڑوں میں ہی موجود تھی۔اس کی سیاہ کار گو پینٹ پر کچھ گرد موجود تھی لیکن پرواہ کسے تھی۔وہ جب حال میں داخل ہوئی تو ایک طرف بہت سے کمپیوٹر پڑے ہوئے نظر آئے جن پر سبحان سی آئی اے کے کچھ بندوں کے ساتھ جھکا ہوا تھا۔علی فنرا کی

جانب بڑھا تھا اور اسے ساری بات بتانے لگا تھا۔ فنزا بھی باقی معاملات سے اسے روشناس کروانے لگی۔

"کس کا تھا وہ فارم ہاؤس۔"

مصفرہ نے استفسار کیا تو حماس اس کی آواز پر پلٹا تھا۔ لیکن جواب سبحان کی طرف سے آیا تھا۔

"زوہیب کا۔ تمہارا انداز ٹھیک تھا۔"

سبحان کے کہنے پر وہ سر کو خم دے گئی تھی۔

"آل سیٹ؟"

مصفرہ کی بات پر سبحان نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"یہ حماس مرزا ہیں۔ سی آئی اے آفیسر۔ اور حماس یہ مصفرہ ہیں، پرائیویٹ ڈیٹیکٹو۔ زویا کا کیس مکمل طور پر انہوں نے حل کیا ہے۔"

حماس نے مسکرا کر ہاتھ آگے بڑھایا تو مصفرہ نے غور سے اسے دیکھتے ہوئے ہاتھ ملایا تھا۔

"مجھے لگتا ہے میں آپ کو دیکھ چکی ہوں۔"

مصفرہ کا لہجہ کچھ سنجیدہ تھا۔ جیسے وہ ذہن پر زور ڈال رہی ہو کہ کہاں دیکھا تھا۔ وہ ان سبز آنکھوں کو پہچانتی تھی۔ حماس مسکرادیا۔

"مال کی پارکنگ میں؟"

حماس کے کہنے پر وہ مسکرادی۔

"یس۔"

حماس بھی مسکرا کر پیچھے ہٹا تھا۔ لیکن مصفرہ کا ذہن اس کے ساتھ موجود ان گرے آنکھوں والے ڈاکٹر پر گیا تھا۔ پھر اپنی پہلی ہوئی ملاقات یاد آئی لیکن فوراً ذہن کو جھٹک گئی۔

"میرے خیال سے مجھے اندر چلنا چاہیے اب۔"

وہ سب کو دیکھتے ہوئے بولی تو انہوں نے سر کو خم دیا۔ اور اپنی اپنی پوزیشن سنبھالی۔

وہ اندر کی جانب بڑھی تو حماس اس کے ہمراہ تھا۔۔

www.novelsclubb.com

وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے تھے جو چاروں جانب سے بند تھا لیکن ایک دیوار شیشے کی تھی۔ جس سے ہم اندر تو دیکھ اور سن سکتے تھے لیکن اندر والا باہر نہیں دیکھ سکتا تھا نہ سن سکتا تھا۔

کمرے میں ایک ٹیبل تھا جس کے ایک جانب چار کرسیوں پر زوہیب، مشک، رمشہ اور موسی بیٹھے تھے۔ موسیٰ کے زخم پر اب پٹی بندھی تھی اور اب وہ کچھ بہتر حالت میں لگ رہا تھا لیکن درد تو ابھی بھی تھی۔ ٹیبل کے دوسری جانب دو کرسیاں تھیں۔ جس پر اب مصفرہ اور حماس بیٹھ رہے تھے۔

وہ خوشدل سا حماس اس وقت حد درجہ سنجیدہ تھا۔

تو شروع کرتے ہیں اب زویا کے کیس کی مکمل تحقیق۔۔

مصفرہ نے ہاتھ باندھ کر بولنا شروع کیا تھا۔

"تم لوگوں نے بہت اچھا کور کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میں بتاتی چلوں کہ جس دن میں مشک سے ملی تھی مجھے اسی دن معلوم ہو گئی تھیں کچھ باتیں۔۔۔

www.novelsclubb.com

وہ یہ کہ مشک جھوٹ بول رہی ہے۔اس کی سٹیٹمنٹ ایک نہیں تھی۔اس کے جھوٹ اسے ہی پھنسا رہے تھے۔ جھوٹوں کی بہت سی نشانیاں ہوتی ہیں۔ جن میں سے تین بھی اگر ایک انسان میں پوری ہو جائیں تو میں سمجھ جاتی ہوں وہ جھوٹا ہے۔"

مصفرہ نے مشک سے ہوئی دونوں ملاقاتیں یاد کی تھیں۔اس کا بات کرتے ہوئے بار بار منہ کو ہاتھ لگانا،لبوں کو تر کرنا،آنکھوں کا کم جھپکنا، ٹیبل کے نیچے پاؤں کا ادھر سے ادھر کرنا اور سب سے بڑی نشانی، بار بار موضوع کو بدلنا۔وہ مسلسل موضوع کو اپنے اوپر سے ہٹا کر رمشہ کی جانب لے جاتی تھی۔

"اس کے بعد جب میں رمشہ سے ملی تب بھی مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ بھی جھوٹ بول رہی ہے۔"

مصفرہ نے رمشہ سے ہوئی دونوں ملاقاتیں یاد کی تھیں۔اس کا ضرورت سے زیادہ جذبات کا اظہار کرنا،چیزوں کی ضرورت سے زیادہ وضاحت کرنا، بار بار یہ کہنا کہ میرا یقین کریں۔یہ سب جھوٹوں کی نشانیوں میں آتا تھا۔

"تم چاروں نے اپنا اپنا ایک کردار چنا تھا۔مشک اس ساری کہانی میں اچھی اور معصوم بننے کا کردار ادا کر رہی تھی۔دوسری جانب رمشہ مغروری، بد تمیز اور برا بننے کا کردار ادا کر رہی تھی۔ لیکن تم دونوں میں بہت سی چیزیں مشابہت رکھتی تھیں۔ جیسے کہ تم دونوں ایک دوسرے کو پسند نہ کرنے کا دکھاوا کرتی تھیں اور یہ دکھاوا زویا کے سامنے بھی ہوتا تھا۔ تم دونوں ایک دوسرے کی طرف میرا دھیان بٹاتی تھی تاکہ کہانی کے تیسرے کردار پر میرا دھیان نہ جائے۔"

مصفرہ نے کہہ کر گہرا سانس بھرا تھا۔ حماس خاموش بیٹھا ساری کاروائی سن اور دیکھ رہا تھا۔اس نے یہ کیس آگے ہینڈل کرنا تھا اس لیے اس کا یہاں ہونا ضروری تھا۔

اب مصفرہ کی نظر موسیٰ پر تھی۔

"اور تم تھے اس سب کی وجہ۔اس کہانی کا مرکزی کردار۔ نہیں بلکہ کہانی کے ولن۔"

مصفرہ کی بات پر موسیٰ نے آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"تم زویا کو کبھی پسند کرتے ہی نہیں تھے۔ تم نے زویا سے منگنی اپنے ماں باپ کے دباؤ میں آکر کی تھی۔اور تمہارے ماں باپ نے بھی منگنی صرف زویا کے باپ سے تعلقات ٹھیک کرنے کے لیے کی تھی۔تاکہ وہ کسی بڑی ڈیل کے لیے زویا کے باپ قریشی کا استعمال کر سکیں اور تم بھی ان کے دباؤ میں آگئے تھے کیونکہ تمہیں بھی پیسے سے اتنا ہی پیار تھا۔"

مصفرہ کا لہجہ سنجیدہ اور تلخ تھا۔حماس نے ابرو اچکا کر حیرت سے موسی کو دیکھا تھا۔اسے ابھی بھی اس کیس میں کچھ باتوں کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"اب بچا آخری کردار۔جو اس کہانی میں صرف استعمال کیا گیا ہے۔مسٹر زوہیب تمہیں کیا لگتا ہے تم نے بہت کوئی نیک کام کیا اپنی معشوقہ کی مدد کر کے۔یہ بات بھی مجھے بعد میں معلوم ہوئی تھی کہ رمشہ تمہاری منگیتر نہیں تھی صرف معشوقہ تھی۔"

مصفرہ کا لہجہ کچھ پتھریلا تھا۔حماس نے ایک نظر مصفرہ کو دیکھا تھا جو بالکل باس لیڈی تھی۔اسے ایسی لڑکیاں پسند تھیں لیکن پھر وہ سر جھٹک گیا کیونکہ وہ براق کو اسے دیکھتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔

"لیکن میرے علم کے مطابق یہ چاروں زویا کے دوست تھے۔"

حماس پہلی بار اس سب میں بولا تھا۔

"وہ ہمیں دوست سمجھتی تھی لیکن ہم نے اسے کبھی دوست نہیں سمجھا۔"

مشک نے کچھ عجیب سے لہجے میں بولا تھا۔اس کے بعد مشک نے پھر بولنا شروع کیا تھا۔

"وہ ہم سب میں سے زیادہ پڑھنے والی تھی۔اس کے پاس ہر چیز تھی۔میری پسندیدہ چیز بھی۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے موسیٰ کی جانب دیکھا تھا اور موسیٰ نے بھی اسے دیکھا تھا۔۔مصفرہ نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"میں پسند کرتی تھی موسیٰ کو۔ بہت پہلے سے۔ لیکن زویا کی اور موسی کی منگنی ہو گئی۔ میں اس رات بہت روئی تھی۔ دل کی بات دل میں ہی رہ گئی تھی۔ لیکن کچھ عرصے بعد جب مجھے معلوم ہوا کہ موسیٰ نے منگنی صرف مجبوری میں کی تھی تو میں موسیٰ سے بہانے بہانے سے باتیں کرنے لگی۔ موسیٰ بھی زویا کے ساتھ خوش نہیں تھا۔ مرد کو خوش رکھنے کے طور طریقے ہوتے ہیں جو زویا نہیں جانتی تھی۔"

یہ کہتے ہوئے مشک کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ وہ بالکل شرمندہ نہیں تھی۔ کیسی جنریشن تھی یہ۔ حرام کو حلال سمجھ کر کتنے آرام سے چار لوگوں کے سامنے اعتراف کر رہی تھی۔

"پھر موسیٰ بھی مجھے پسند کرنے لگا لیکن یہ بات اس رات زویا کو معلوم ہو گئی تھی۔ پارٹی کی رات اسے جب معلوم ہوا تو وہ غصے سے وہاں سے نکل گئی۔"

مشک یہ کہہ کر خاموش ہو گئی تھی۔ مصفرہ نے اس کی بات پوری کی تھی۔

"اور پھر وہ وہاں سے نکلی تو اویس ملا تھا جو اس سے بات کرنے کے ارادے سے سنسان علاقے میں گاڑی لے گیا تھا۔ کیونکہ اس کی نیت میں بھی کھوٹ تھا۔ اس

کے بعد جب وہ وہاں سے نکلی اور اس سنسان علاقے میں اکیلے واپسی کا رستہ تلاش کرنے لگی تو موسی نے اور تم نے اسے ڈھونڈ لیا لیکن موسیٰ چاہتا تھا کہ یہ بات اس کے گھر والوں تک نہ جائے اور منگنی کسی طرح نہ ٹوٹے، اس لیے اس نے زویا کو جان سے مارنے کی کوشش کرتے ہوئے گاڑی اس پر چلا دی۔ زویا کو گاڑی ہٹ کی اور وہ بے ہوش ہو کر سڑک کے ایک طرف گر گئی۔ لیکن اسے مرا ہوا نہ پا کر تم لوگ اسے اس کھنڈر جگہ پر لے گئے۔ اور یکدم مارنے کی بجائے اسے ذہنی مریض بنا دیا۔"

مصفرہ گہری سانس بھر کر خاموش ہوئی تو حماس نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ کہ ایسے بھی دوست ہوتے ہیں۔

"کچھ ایسی ادویات دینے لگے جس سے وہ ذہنی طور پر مفلوج ہو جائے اور یہاں تک کہ وہ گونگی یا پھر اندھی ہو جائے۔ بس کسی طرح اس رات کا راز نہ اگلا جائے۔"

مصفرہ کی بات پر موسیٰ نے شرمندگی سے سر جھکا دیا۔

www.novelsclubb.com

"میں مجبور تھا۔ میرے والدین مجھے زندہ نہ چھوڑتے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ میری وجہ سے وہ منگنی توڑ رہی ہے۔ انہیں قریشی انکل سے بہت سے مطلب تھے۔"

موسیٰ کے جواب پر وہ صرف افسوس سے اسے دیکھ سکے تھے۔

"اس سب میں رمشہ نے ساتھ کیوں دیا؟"

حماس نے رمشہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا تو رمشہ کہنے لگی۔

"میرے پاس زویا سے زیادہ پیسہ تھا، زویا سے زیادہ میں کامیاب تھی۔ لیکن اس سب کے باوجود وہ اپنی عقلمندی کی وجہ سے پہلے پورے کالج اور پھر پورے کیمپس میں مشہور تھی۔ میں کبھی بھی اسے کمپیٹ نہیں کر سکی۔ مجھے وہ ہر گز پسند نہیں تھی۔ میں تو صرف اس کے ساتھ رہ کر دوسروں کی نظروں میں آنا جانتی تھی۔"

رمشہ کے لہجے میں نفرت تھی۔ مصفرہ اسے بس گھور ہی سکی تھی۔

"اور زوہیب؟"

حماس کے اگلے سوال کا جواب مصفرہ نے دیا تھا۔

"صرف استعمال کیا گیا ہے۔رمشہ چاہے جتنی بھی امیر تھی لیکن اس کے نام کوئی پراپرٹی نہیں تھی۔وہ کسی اور کی پراپرٹی میں زویا کو رکھ کر رسک نہیں لینا چاہتے تھے اس لیے انہوں نے اس سب میں زوہیب کو بھی شامل کیا تھا اور اس کے نام جو فارم ہاؤس تھا اسے استعمال کیا تا کہ کوئی رسک نہ لیا جائے۔"

مصفرہ کے جواب پر حماس نے باری باری چاروں کو دیکھا تھا کہ اتنی صفائی سے کام کرنے کے باوجود بھی وہ آج ان کی پکڑ میں تھے۔کچھ دیر اور سوال وجواب ہوئے تھے اور اس کے بعد حماس نے اپنی سی آئی اے کے باقی آفیسر ز کو بلا کر چاروں کو لے جانے کا کہا تھا۔باقی کا کام وہ کرنے والے تھے۔

"اس ناممکن سے کیس کو حل کرنے کا شکریہ۔باقی کا کام اب ہم سنبھال لیں گے۔"

حماس نے خوش مزاجی سے کہتے ہوئے سر ہلایا تھا۔تو مصفرہ بھی مسکرا کر سر ہلا گئی۔

"یور ویلکم۔ان کی عقل بس ٹھکانے آنی چاہیے۔"

مصفرہ کی بات پر وہ سر کو خم دے گیا تھا۔ باقی ٹیم میمبرز بھی اپنے اپنے رستے کو ہو لیے تھے۔ مصفرہ نے سب کا شکریہ ادا کیا تھا۔ جب وہ گاڑی میں بیٹھ رہی تھی تو سبحان نے پیچھے سے آواز دے کر اسے روکا تھا۔۔

"تم نے زویا کے گھر والوں کو اطلاع دے دی؟"

سبحان کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا اور گاڑی میں آبیٹھی تھی۔ وہ گاڑی میں بیٹھتی ہاسپٹل کی جانب بڑھ گئی تھی۔ وہاں پہنچ کر اس نے وئیرڈو کا نمبر ملایا تھا۔ دوسری جانب سے فون نہ اٹھایا گیا۔ اس نے آنکھیں گھما کر فون بند کیا اور زویا کے وارڈ کی جانب بڑھی تھی۔ اسے پرائیویٹ کمرے میں رکھا گیا تھا۔ جب وہ وہاں پہنچی تو ایک خاتون اور دو مرد کمرے میں موجود تھے۔

"السلام علیکم!"

مصفرہ نے تفتیشی نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا تو ڈاکٹر نے ان کا تعارف کروایا۔

"مصفرہ یہ زویا کے والدین ہیں اور یہ اس کا بھائی۔اور یہ مصفرہ ہیں جنہوں نے زویا کا کیس حل کیا ہے اور انہیں بچایا ہے۔"

ڈاکٹر کی بات پر وہ کچھ اطمینان میں آئی تھی لیکن اپنی تعریف سنتی وہ خجل ہوئی تھی۔

"بیٹا ہم لوگ تمہارا شکریہ کبھی بھی ادا نہیں کر سکتے۔تم نے زویا کو نہیں بچایا تم نے ہماری امید کو بچایا ہے۔"

زویا کی ماں نے اسے گلے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا تھا۔مصفرہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔زندگی میں شاید پہلی بار کسی نے اسے گلے لگایا تھا۔

"بیٹا اللہ تعالیٰ تمہاری ساری مشکلات کو آسان کریں۔تمہیں زندگی میں کبھی بھی کسی بھی مقام پر کسی طرح کی بھی مدد کی ضرورت ہوئی تو ہم حاضر ہوں گے۔تم نے مدد نہیں لینی، تم نے حکم کرنا ہے۔ہم تمہارے تاعمر قرض دار رہیں گے۔"

زویا کے والد بھی اس کے سر پر شفقت اور محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے تھے۔مصفرہ کی نظر اس کے بھائی پر گئی تھی جو بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اس کی

زبان اس کے جذبات کی ترجمانی نہیں کر پا رہی تھی۔ وہ خاموشی سے بس آنکھوں میں ڈھیروں جذبات لیے کھڑا تھا۔ مصفرہ نے ایک مدھم مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی جس پر اس کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہنے لگے تھے۔ مصفرہ کے لیے یہ سب نیا تھا۔ کیا والدین اپنی اولاد کو لے کر اتنے نرم دل ہوتے ہیں؟ کیا بھائی اپنی بہن کے لیے ایسے بھی رو سکتا ہے؟ وہ ان سوالات کے جواب نہیں دے سکتی تھی کیونکہ نہ تو اس کے والدین تھے جو اس کے لیے پریشان ہوتے اور نہ اس کا کوئی بھائی تھا جو اسکی گمشدگی پر آدھا ہو جاتا اور اس کے ملنے پر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دیتا۔ مصفرہ نے ان کی محبت کا جواب نرمی سے دیا تھا اور پھر زویا کی کنڈیشن کو لے کر ڈاکٹر سے بات کرنے لگی تھی۔

تم سے پہلے وہ جو اک شخص یہاں تخت نشیں تھا
اس کو بھی اپنے خدا ہونے پہ اتنا ہی یقیں تھا

اب وہ پھرتے ہیں اسی شہر میں تنہا لیے دل کو
اک زمانے میں مزاج ان کا سر عرش بریں تھا

چھوڑنا گھر کا ہمیں یاد ہے جالب نہیں بھولے
تھا وطن ذہن میں اپنے کوئی زنداں تو نہیں تھا

==========

کچھ دیر پہلے تھکی ہاری اپنے اپارٹمنٹ میں لوٹی تھی۔ وہ بس اب آرام کرنا چاہتی تھی۔ کمرے کی طرف بڑھنے سے پہلے وہ اپنے شوز اتار چکی تھی۔ جیکٹ بازوؤں پر ڈال رکھی تھی اور دھیمے قدموں سے چلتی وہ اب اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ آج کا دن جہاں تھکا دینے والا تھا وہاں مصفرہ کے جذبات کی تازہ ہونے کا بھی دن تھا۔ وہ فریش ہو کر جب بستر پر لیٹی تو پورے دن کو ذہن میں گھمانے لگی۔ اسے کیس کے مکمل ہونے پر پیسے مل چکے تھے لیکن اس بار اسے خوشی نہیں ہوئی تھی۔ وہ جن جذبات سے گزر رہی تھی اس کے لیے زویا کے والدین کا وہ پیار اور دعائیں

ہی کافی تھیں اور اسے پہلی بار لگا تھا کہ وہ کوئی نیک کام کر کے آئی ہے۔ کوئی اچھا کام۔ لیکن شدت سے اسے اپنے مرے ہوئے ماں باپ کی یاد آ رہی تھی۔ اس نے تو اپنے ماں باپ کو کبھی حقیقت میں دیکھا بھی نہیں تھا۔ لیکن اسے ان کی کمی بہت محسوس ہو رہی تھی۔ نا جانے کیوں آج اس کا دل چاہ رہا تھا اس کی زندگی میں کوئی تو ہوتا جسے وہ اپنے دل کی بات چاہے نہ بتا پاتی لیکن اس سے بات ضرور کرتی۔ وہ اس بند چار دیواری میں کئی کئی دن پڑی رہتی تھی۔ کیا اس کی زندگی ایسے ہی گزرنے والی تھی؟ اسے احساس ہوا کہ ایک دن آئے گا وہ ان چار دیواری میں موت کی آغوش میں سو جائے گی اور کئی دن کیا کئی ماہ تک اس کے مرنے کی کسی کو خبر نہ ہو گی۔ یہ احساس بہت جان لیوا تھا۔ اس کے مرنے پر کوئی رونے والا نہیں ہو گا۔ کوئی اسے غسل دینے والا نہ ہو گا۔ کوئی اس کی میت کو کاندھوں پر اٹھا کر قبرستان لے جانے والا نہ ہو گا۔ اور نمازِ جنازہ میں شرکت کوئی کیوں کرے گا؟ تنہائی اچھی تھی لیکن یہ احساسات و انکشافات اس کے سینے میں درد کی ٹھیسیں اٹھا رہے تھے۔ ایک آنسو اس کی آنکھ سے بہہ کر اس کے گال بھگو گیا تھا۔ اسے نہیں یاد وہ آخری بار

کب روئی تھی لیکن آج اس نے خود کو سمجھایا تھا کہ کبھی کبھی رو لینا بہتر ہوتا ہے۔
اسے زویا سے بہت انسیت سی محسوس ہوئی تھی۔نا جانے کیوں اسے لگا تھا زویا کے پاس ہر چیز تھی لیکن اچھے دوست نہیں تھے۔وہ تو اس کے پاس بھی نہیں تھے۔
اسے محسوس ہوا تھا زویا کو اپنوں نے ڈسا تھا۔اسے بھی تو اپنوں نے ہی ڈسا تھا۔زویا کسی غلطی کے بغیر ہی سزا بھگت رہی ہے۔وہ بھی کوئی غلطی کیے بغیر ہی سزا بھگت رہی تھی ں ما۔

وہ یہی باتیں سوچتے ہوئے سو گئی تھی۔آج کی شام اذیتوں کے ں ام۔

دل کے کسی کونے میں۔۔۔
میں بھی چاہتی ہوں کہ چاہی جاؤں
اور محسوس کروں اس جذبے کو
جب کوئی سراہے مجھے میرے اچھا کرنے پر

کتاب کے صفحات کے درمیان۔۔۔

میں بھی چاہتی ہوں کہ

کسی کہانی کا مرکزی کردار بنوں

نہ کہ کسی اور کی کہانی کا تیسرا کردار

ہر بس کے سٹاپ پر۔۔۔۔

میں بھی چاہتی ہوں کہ بنوں

کسی اور کی منزل کا راستہ

www.novelsclubb.com

ہر نظم اور غزل میں۔۔۔۔

میں بھی چاہتی ہوں کہ میں بنوں

کسی شاعر کی شاعری کا عنوان

ہر کہانی کے اختتام پر
میں بھی چاہتی ہوں کہ میں بنوں
کیسی کہانی کا خوبصورت اختتام
جسے پڑھنے والا پڑھ کر بھلا نہ پائے

چاہے میں ایک لمبے عرصے سے
محبت پر اعتبار کھو چکی ہوں
لیکن دور اندر۔۔۔
میرے دل کے چھوٹے سے حصے میں
میں کرنا چاہتی ہوں ایک بار۔۔۔
وہی جسے اہل زمانہ محبت کہتے ہیں

اور دور اندر میں یہ بھی جانتی ہوں

# ہم سب محبت کرنا چاہتے ہیں

==========

شہر لاہور پر ایک نئ صبح کا آغاز ہوا تھا۔ بارش کی آواز کھڑکی سے محسوس کرتی وہ اٹھ بیٹھی تھی۔ وقت دیکھا تو صبح کے سات بجے تھے۔ وہ فوراً سے جوتا پاؤں میں اڑستی چھت کی جانب بھاگی تھی۔ رات والے آرام دہ کپڑے پہن رکھے تھے۔ اور چھت پر پہنچتے ہی اس نے گہری اور لمبی سانس بھری تھی اور مٹی کی تازہ خوشبو کو محسوس کیا تھا۔ اس کے منہ پر ایک بڑی سی مسکراہٹ کا راج تھا۔ وہ مسکرا دی۔ خوشدلی تھی۔ یوں کہ برستی بارش اسے مسکراتا دیکھ کر بادلوں کے سنگ جھومی اور پھر سے اپنی رفتار پکڑی۔ مصفرہ نے پاؤں جوتے میں سے نکالے اور برستی بارش کے نیچے آ کھڑی ہوئی۔ وہ آنکھیں بند کیے، بانہیں پھیلائے مسکرا کر بارش کے قطروں کو خود پر گرتے ہوئے محسوس کر رہی تھی۔ بارش کی شدت زیادہ تھی اور ہوا میں ہلکی ہلکی خنکی بھی موجود تھی۔ لیکن پرواہ کیسے تھی؟؟ وہ مسکراتے ہوئے

بارش کے ٹھنڈے قطروں کر خود پر گرتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ مسکراہٹ تھی کہ سمٹنے کا نام نہ لیتی تھی۔ بارش کم از کم قدرت کی وہ نعمت تھی جو ہر ایک کو پسند تھی۔اور جو کہتے ہیں انہیں بارش نہیں پسند،ان کے لیے مصفرہ مغل دل سے برا محسوس کرتی تھی کہ وہ قدرت کی سب سے خوبصورت نعمت میں سے ایک نعمت کو انجوائے کرنا نہیں جانتے۔ بارش میں کھل کر نہانے اور خوش ہونے کے بعد جب بارش کی رفتار سست پڑ گئی اور سردی جسم کی ہڈیوں کو ٹھٹھارنے لگی تو مصفرہ نے فیصلہ کیا کہ وہ اب اندر جائے گی۔ یہ شاید سب سے مشکل فیصلہ تھا۔ خیر وہ نیچے جاتی فریش ہو کر نہاتی اب دوبارہ سے آرام دہ کپڑوں میں موجود تھی۔ سردی کی وجہ سے اس نے ہوڈی کے ساتھ سویٹ پینٹ پہنی تھی۔ بالوں کو یونہی گیلا چھوڑے وہ ہوڈی کی کیپ کو سر پر ڈالے ہوئے تھی۔ پاؤں میں جرابیں اڑستی وہ مکمل پیک تھی۔ کچن میں آتی اپنے لیے اچھا سا کھانے کو بنانے کے بعد اب وہ ٹی وی کے سامنے بیٹھے کھانا کھا رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ چائے کے گھونٹ بھر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

جب اس کے موبائل پر کال آئی تھی۔اس نے ٹی وی کی آواز کا گلہ گھونٹا تھا اور موبائل پکڑا تھا۔وئیرڈو کا نام دیکھ کر اس کا نوالہ حلق میں اٹک گیا تھا۔وہ کھانستے ہوئے پانی پینے لگی اور خود کو سٹیبل کرتی اب اس کی کال اٹھا گئی تھی۔اسے لگا تھا کہ وہ کال کاٹ دے گا ہمیشہ کی طرح لیکن نہیں۔۔۔۔آج وہ بولا تھا۔اور مصفرہ مغل نے پہلی بار اس کی آواز سنی تھی۔

"Let's meet miss red lady.”

یہ کہہ کر وہ فون کاٹ چکا تھا اور مصفرہ صدمے میں صرف فون کو گھور ہی سکی تھی۔اسے کیس کے پیسے مل چکے تھے لیکن اب اس کے ملنے کا کیا تک بنتا تھا؟؟اتنے میں ایک میسج موصول ہوا تھا جس پر ملنے کی جگہ اور وقت لکھا آرہا تھا۔مصفرہ چاہتی تو اسے انکار کر دیتی لیکن وہ بھی جاننا چاہتی تھی کہ وہ کون ہے اور اس نے یہ کیس کیوں حل کروایا۔وہ مصفرہ کے بارے میں اتنا کیسے جانتا ہے۔اور وہ زویا کے کیس میں اتنا انٹرسٹڈ کیوں ہے؟

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے میسج پر وقت دیکھا تو دوپہر دو بجے کا تھا۔ وہ جگہ دیکھنے لگی تو کوئی ریسٹورنٹ تھا۔ پبلک پلیس پر ملنے میں کوئی مسلئہ نہیں تھا۔ گھڑی پر وقت دیکھا تو ابھی دس بجا رہی تھی۔ وہ واپس ٹی وی دیکھنے میں مگن ہو گئی۔

=========

شہر لاہور کے باسیوں میں خوشی کا سماں تھا۔ بارش نے ہر جانب خوشی کی لہر دوڑا دی تھی۔ گرمیوں کی آمد کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ اور ہمیشہ کی طرح شہر لاہور میں رونق موجود تھی۔ ایسے میں وہ اپنے کمرے سے نکلا تو آج کچھ الگ سا لگ رہا تھا۔ حماس نے سر تا پیر اسے دیکھا تھا اور ایک بار گھڑی کو دیکھا جو ایک بجا رہی تھی۔ وہ اچنبے سے اسے دیکھتا اس کے سامنے آیا تھا۔ براق نے ابرو اچکا کر حماس کو دیکھا تھا جیسے کہہ رہا ہو کیا تکلیف ہے۔ وہ بھی سامنے کھڑا اسے سر تا پیر دیکھ رہا تھا جس نے آج بلیو ڈریس پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہن رکھی تھی، گھنگرالے بال ہمیشہ کی طرح ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اور گرے آنکھوں میں اکتاہٹ تھی۔

"کدھر؟"

حماس نے بیویوں کی طرح شکی لہجے میں استفسار کیا تو براق نے اپنی سرمئی آنکھیں گھمائی تھیں۔

"تمہارے ولیمے پر۔"

"میرے بغیر ہی؟"

حماس نے منہ لٹکا کر جواباً کہا تو براق اپنی ہنسی نا روک سکا۔

"میٹنگ ہے ایک۔وہاں جارہا ہوں۔"

براق نے سنجیدگی سے اسے بتایا تو حماس ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"تیاری سے تو لگ رہا ہے ڈیٹ پر جا رہے ہو لیکن خیر اب اتنی سنجیدگی سے کہہ رہے ہو تو مان لیتا ہوں۔"

وہ معصومانہ انداز میں کہنے لگا تو براق مسکرا دیا۔

"یہ تم نے کیا گند مچا رکھا ہے حماس۔"

www.novelsclubb.com

براق اس کے پاس سے گزرتا ہوا ٹیبل کو دیکھنے لگا جہاں حماس نے جگہ جگہ کاغذ پھیلا رکھے تھے۔

"وہ کل ہی ایک کیس ہاتھ آیا ہے تو دو دن میں اسے وائنڈ آپ کرنا ہے۔۔اسی سلسلے میں کیس کے ضروری نکات دیکھ رہا تھا۔"

براق پانی پیتے ہوئے حماس کی بات سن رہا تھا لیکن اسے اچھو تو تب لگا جب کاغذوں کے درمیان اسے زویا کی تصویر نظر آئی۔

"یہ کیا ہے؟؟"

براق نے زویا کی تصویر کو دیکھتے ہوئے پوچھا تو حماس اس کے پاس چل کر آیا تھا۔

"میرے علم کے مطابق اسے تصویر کہتے ہیں۔"

حماس کی بات پر براق نے اسے گھورا تھا۔

"زویا قریشی کا کیس تمہارے پاس کیا کر رہا ہے؟"

براق نے پھر سوال داغا تھا۔

"تم جانتے ہو اس کیس کے بارے میں؟"

www.novelsclubb.com

حماس نے جواباً اُس سے سوال پوچھا تھا۔۔

"ہاں میں جانتا ہوں۔اب بتاؤ یہ تمہارے پاس کیا کر رہا اور کب سے ہے؟"

"ابھی کل ہی ہینڈ اوور کیا گیا ہے۔کیس مکمل طرح سے سالو ہے، ہمیں بس ملزمان کے ساتھ انصاف سے بے انصافی کرنی ہے۔"

حماس کی بات پر وہ سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"تمہیں یہ کیس نے ہینڈ اوور کیا ہے؟"

براق کا لہجہ سنجیدہ تھا۔۔

"اسی نے جسے آپ اس دن ریسٹورنٹ میں دیکھ رہے تھے۔"

حماس کی بات پر براق نے نظریں گھمائی تھیں۔

"مجھے چھوڑ کر تم اس کیس پر فوکس کرو۔"

وہ کہتا ہوا باہر نکلنے لگا تھا جب وہ پیچھے سے بولا۔

"ویسے وہ تھیں بہت کمال۔آپ کہ چوائس اچھی ہے۔"

براق نے ٹیبل پر پڑا سیب اس کی طرف اچھالا تھا جسے حماس نے ہنستے ہوئے بڑی مہارت سے کیچ کیا تھا۔
براق منہ ہی منہ میں اسے القابات سے نوازتا گاڑی کی چابی پکڑتا باہر نکل گیا تھا۔
براق مرزا ابھی جانتا نہیں تھا کہ وہ جس سے ملنے جا رہا ہے وہ اپنا اسیر کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ لیکن اسیر ہونے والا بھی کم پتھر دل نہیں تھا۔ دیکھتے ہیں یہ کہانی اب کہاں نیا موڑ لینے والی ہے۔

==========

فضاؤں میں ملاقات کے خوشبو رچی بسی تھی۔ مصفرہ ایک آخری نظر خود کو شیشے میں دیکھنے لگی تھی جس نے جینز کے ساتھ بلیک ٹاپ پہن رکھا تھا اور اس پر سفید رنگ کی بٹنوں والی اوور سائز شرٹ تھی اور ساتھ سفید ہی جاگرز پہن رکھے تھے۔
بالوں کو ہائی ٹیل میں باندھے وہ اب گلے میں باریک سی سلور چین ڈال رہی تھی۔
گاڑی کی چابی اٹھاتی وہ نکل گئی تھی۔

========

وہ ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی تو ٹیبل نمبر بارہ کا پوچھنے لگی۔ ویٹر نے اسے رستہ دکھایا تو وہ اس کا شکریہ ادا کرتی خود چل دی۔ وہ چلتی ہوئی ٹیبل کے نزدیک آپہنچی۔

ارد گرد کے ٹیبلز میں کافی فاصلہ تھا۔ وہاں جو بھی شخص موجود تھا اس کی مصفرہ کی جانب پشت تھی۔ ایک لمحے کو مصفرہ کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں اور پھر وہ اس کے پاس سے گزر کر سامنے آبیٹھی تھی۔ لیکن نظریں اٹھانے پر جب دونوں کی نظریں ملیں تو مصفرہ سانس نہ لے سکی۔ اس کا سانس تھم گیا۔ وہ جہاں تھیں وہیں رہ گئی۔ اسے ان سرمئی آنکھوں سے زیادہ خوفناک منظر کوئی نہ لگتا تھا۔ براق اسے دیکھ کر مسکرادیا لیکن وہ مسکرانہ سکی۔۔

"Hello red lady.”

www.novelsclubb.com

اس کی آواز جب مصفرہ کے کانوں میں گونجی تو وہ پلک جھپکتے اسے دیکھنے لگی۔ براق نے پانی کا گلاس اس کے آگے کیا تو اس نے دھیرے سے پانی کا گلاس تھاما اور تین گھونٹ میں گلاس خالی کر گئی۔ براق کا چہرہ اب سنجیدہ تھا۔

"کیوں؟"

مصفرہ پانی پینے کے بعد کچھ صدمے سے نکلی تھی تو پہلا سوال براق کی جانب اچھالا تھا۔

"لمبی بات ہے۔پہلے کچھ آرڈر کر لیں؟"

براق مینیو دیکھتے ہوئے مزے سے بولا تھا۔مصفرہ کا دل چاہا وہ اسے اپنے لمبے ناخنوں سے زخمی کر دے کیونکہ یہاں وہ اس کے ساتھ بات کرنے آئی تھی ناکہ بیٹھ کر کھانے پینے۔اس نے اسکے ہاتھ سے مینیو پکڑ کر بند کیا تھا۔

"میں یہاں ڈیٹ مارنے نہیں آئی تمہارے ساتھ۔"

مصفرہ کا لہجہ سرد اور کھا جانے والا تھا۔

"انٹرسٹنگ۔"

وہ ویٹر کو اشارہ کرتا دو کپ کافی کا آرڈر دے گیا تھا۔

"میں آئی ایس آئی ایجنٹ ہوں۔"

براق نے نہایت تحمل سے بولا تھا۔

"نائس میں بھی مس پاکستان ہوں۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے اس کی بات کو مزاق میں اڑایا تھا۔ براق کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

"یہ کیس تمہیں ٹیسٹ کرنے کے لیے دیا گیا تھا۔ اگر تو یہ کیس تم حل کر لیتی تو میں اپنے سینیئر کی بات مان کر تمہیں اگلے کیس میں اپنے ساتھ شامل کر لیتا لیکن تم اگر ناکام ہوتی تو میں بہت خوشی سے اپنی ٹیم کے ساتھ یہ کیس کرتا۔"

براق کی آواز نہایت مدھم اور سنجیدہ تھی۔ مصفرہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"نہیں تم مجھے جج نہیں کر سکتی کہ میں سچ بول رہا ہوں یا جھوٹ۔"

براق کی بات پر اس نے اپنی محنت کو ترک کیا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی آیا کہ اس پر یقین کرے یا نہیں۔

"تمہیں لگتا ہے میں ایک ایسے انسان کا یقین کروں گی جس کا میں نام تک نہیں جانتی؟"

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے ابرو اچکا کر استفسار کیا تھا۔ براق نے ہلکا سا مسکرا کر اپنے ڈمپل دکھائے تھے اور دونوں ہاتھ باندھ کر ٹیبل پر رکھتا ہلکا سا جھکا تھا۔

"چلو شروع سے شروع کرتے ہیں۔ایک دوسرے کو اپنا اپنا تعارف کرواتے ہیں۔"

براق کی بات پر مصفرہ بھی سیدھا ہو کر بیٹھی تھی اور اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو' تم تو میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے نہ"۔

"میں مصفرہ مغل ہوں۔ جو مجھ سے پیار سے بات کرے اسے سونے میں تول دیتی ہوں اور جو اوقات دکھائے اس کی نسلیں رول دیتی ہوں۔"

مصفرہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو براق کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی تھی۔

"میں براق مرزا ہوں۔ مجھ سے ایمان داری کرو گے تو مجھ سا ایمان دار کوئی نہیں اور اگر غداری پر اترو گے تو مجھ سے بڑا بے رحم کوئی نہیں۔"

براق کا لہجہ بھی سفاق اور سنجیدہ تھا۔اس کی چھوٹی سی مسکراہٹ زہریلی ہو چکی تھی۔

"تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔"

براق نے کافی لبوں سے لگائی تھی جسے ویٹر ابھی رکھ کر گیا تھا۔

"اور میں تمہارے ساتھ کیوں چلوں گی؟"

مصفرہ نے بھی کپ اپنی جانب گھسیٹتے ہوئے پوچھا تھا۔کافی سے کوئی گلہ نہیں۔

"کیونکہ تمہارے پاس کوئی آپشن نہیں ہے۔"

براق کی بات پر وہ ابرو اچکا کر اسے دیکھنے لگی اور کافی کا کپ لبوں سے لگانے سے پہلی بولی۔

"تمہاری سوچ ہے۔"

براق نے ایک نظر اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"تم ڈر رہی ہو ریڈ لیڈی؟"

مصفرہ نے کافی کا دوسرا سپ بھرا تھا۔

"یووش۔"

وہ کہہ کر کافی پینے میں مصروف ہو گئی تھی۔کچھ دیر دونوں کے درمیان خاموشی ٹھہری۔

"تمہیں خود کل تک ایجنسی سے کال آجائے گی اور تمہیں ہر صورت وہاں پہنچنا پڑے گا لیکن کل جو بھی تم فیصلہ کرو وہ سوچ سمجھ کر کرنا۔"

براق کی بات پر مصفرہ نے اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ماتھے پر بکھرے اس کے گھنگرالے بال اسے خوبصورت بناتے تھے۔

"تم کیا چاہتے ہو میرا جواب کیا ہو؟ مسٹر ویئرڈو؟"

اس کے پوچھنے پر براق نے کپ لبوں سے الگ کیا تھا۔

"میں چاہتا ہوں تم انکار کر دو۔"

اس کی بات پر مصفرہ کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

"تم جیسا چاہ رہے ہو ویسا کبھی نہیں ہو گا۔میرا یقین کرو۔"

اس کے مسکرا کر کہنے پر براق کی نظر اس کی ہائی ٹیل میں قید ان دو لال لٹوں پر گئی تھی۔وہ سر جھٹک گیا۔

www.novelsclubb.com

"سوچ سمجھ کر چننا۔اپنے لیے مشکلات چنو گی۔"

براق نے اسے وارن کیا تھا۔

"آسان راستے مصفرہ کو پسند نہیں۔"

مصفرہ نے بھی ایک ادا سے کہا تھا۔ براق فقط اسے بے وقوف ہونے کا لقب ہی دے سکا تھا۔

"فوج مزاق نہیں ہے۔"

"مصفرہ کو ہلکا مت لیں مسٹر جاسوس۔"

مصفرہ نے کہہ کر مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔وہ اسے نظرانداز کر گیا تھا۔

براق تو بس سوچ رہا تھا کہ وہ ان چند منٹوں میں اس لڑکی سے اتنا تنگ آگیا ہے تو وہ کیسے اس کے ساتھ ایک اتنا حساس کیس حل کرے گا۔وہ سوچتے ہوئے سر جھٹک گیا جب مصفرہ اٹھ کھڑی ہوئی۔وہ بھی کھڑا ہوا تھا۔

"کل ملاقات ہوتی ہے پھر۔"

مصفرہ نے کہا تو براق مسکرا دیا۔ایک طنزیہ مسکراہٹ۔

"اب تو روز ہی ملاقات ہو گی۔"

اس کی بات پر مصفرہ سر جھٹک گئی اور اس کے پاس سے نکل کر آگے بڑھ گئی۔ وہ اس کے جانے کے بعد کچھ دیر وہاں بیٹھ کر موبائل پر کوئی کام کر رہا تھا۔ پھر گہری سانس بھرتا ویٹر کو بل کا اشارہ کیا تو ویٹر کہنے لگا۔

"سر وہ میم بل پے کر چکی ہیں۔"

براق نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"کونسی میم؟"

"جو آپ کے ساتھ تھیں سر۔"

براق میں ایک دم غصے کی لہر دوڑی تھی۔ وہ ویٹر کو اشارہ کرتا غصہ ضبط کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ مصفرہ جانتے بوجھتے اس کی انا کو ضرب لگا گئی تھی۔ اور مرد اپنی انا کا سب سے بڑا پجاری ہوتا ہے۔ وہ انجانے میں ہی سہی، ایک بار پھر اسے پسند نہیں آئی تھی۔

ضروری نہیں کہ ہر بات کی تصدیق بھی ہو
وہ جو نزدیک نظر آتا ہے نزدیک بھی ہو

تم اگر صاحب رائے ہو تو لازم تو نہیں
تم جسے ٹھیک سمجھتے ہو وہ ٹھیک بھی ہو۔

========

www.novelsclubb.com